

دوستی کی راہ و رسم باقی نہ رہی۔

۹۔ شرح : جس محبوب سے برابر زخم کھاتے رہنے کی آرزو تھی اس کا تیغ آزما ہاتھ ہی معطل ہو کر رہ گیا اور ابھی میرے دل پر ایک بھی کاری زخم نہیں لگا تھا۔

اس شعر اور اس سے پہلے شعر میں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ ابھی محبت کی ابتدا ہوئی تھی، اسی حالت میں محبوب دنیا سے رخصت ہو گیا۔ دل کی تمنائیں اور آرزوئیں دل ہی میں رہ گئیں۔

۱۰۔ لغات۔ برشکال : برسات۔

شرح : ہماری نگاہیں تو ہجر کی راتیں تارے گن گن کر کاٹنے کی عادی ہو گئی تھیں۔ برسات کی اندھیری راتیں آگئیں، انھیں کوئی کس طرح کاٹے؟ برسات کی راتیں اس لیے کہا کہ فراقِ محبوب میں مسلسل رونے دھونے کے سوا کچھ کام نہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ برسات کی کالی راتوں میں ابر کے باعث تارے عموماً نظر نہیں آتے اور جو شخص تارے گن گن کر رات کاٹنے کا عادی ہو، اس کی محرومی محتاجِ بیان نہیں۔

۱۱۔ شرح : کانِ محبوب کا پیغام سننے کے لیے ترستے ہیں اور آنکھیں جمال دیکھنے کے لیے تڑپ رہی ہیں۔ پہلو میں ایک دل ہے اور اس پر مایوسی و ناامیدی کا یہ طوفان اُٹھ آیا ہے، کوئی کرے تو کیا کرے؟

۱۲۔ شرح : اے غالب! میرا عشق ابھی وحشت کے درجے پر نہیں پہنچا تھا۔ یعنی دنیا اور اہل دنیا سے بے پروا ہو کر رسوائی اور بدنامی کی طرف سے آنکھیں بند کرتے ہوئے صحرانوردی اور دشتِ نوردی کی نوبت نہیں پہنچی تھی۔ دل میں ذلت و رسوائی اور خواری و بدنامی کا جو ذوق تھا، وہ دل ہی میں رہ گیا۔

شعر میں عشق اور وحشت کے آثار واضح کر کے دونوں میں جو فرق نمایاں کیا